سلسلة قصص الانبیاء

14

فاخذتهم الرجفة فاصبحوا
في دارهم جثمين ۝ الذين كذبوا شعيبا
كان لم يغنوا فيها ۚ الذين كذبوا شعيبا كانوا
هم الخسرين ۝

اشتیاق احمد

سلسلہ قصص الانبیاء

14

قصہ سیّدنا شُعیب علیہ السلام

اشتیاق احمد

www.urduguru1.blogspot.com
www.facebook.com/urduguru

دارُالسّلام
کتاب وسنّت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
کراچی • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک

خالد احمد فردوسی گھر میں داخل ہوئے، خوشی ان کے چہرے سے گویا ٹپک رہی تھی۔ اندر داخل ہوتے ہی بولے:

''لو بھئی! آج تو کمال ہوگیا، مزہ آگیا۔''

''وہ کیسے ابا جان؟''

''صرف آج کے دن میں نے دکان پر پانچ ہزار روپے کمائے ہیں اور یہ کوئی کم منافع نہیں ہے، دیکھا جائے تو ڈیڑھ لاکھ روپے ماہوار منافع ہو جاتا ہے اس طرح۔''

''لیکن ابا جان! بھلا ایک دن میں آپ نے پانچ ہزار روپے کس طرح کما لیے؟''

''اپنی عقل سے، جب کہ دوسروں نے میرے مقابلے میں صرف دو اڑھائی ہزار روپے کمائے ہوں گے۔''

''تو کیا ان میں عقل نہیں ابا جان۔'' ان کی بیٹی فوزیہ نے پوچھا۔

''نہیں! جو عقل مجھ میں ہے، وہ ان میں کہاں، وہی مال وہ فروخت کرتے ہیں، جو

میں کرتا ہوں، بھاؤ بھی ایک ہے، اس کے باوجود میں ان سے دوگنا کمائی کر لیتا ہوں۔''

''آخر یہ کیسے ممکن ہے؟'' ان کی بیٹی سعدیہ کے لہجے میں حیرت تھی۔

''بس یہ نہ پوچھو، یہ کاروباری راز ہے، راز ہی رہنا چاہیے۔'' انھوں نے رازدارانہ انداز میں کہا۔

''لیکن ابا جان! ہم الجھن محسوس کرتے رہیں گے، مہربانی فرما کر کم از کم ہمیں تو بتا دیں۔''

''اچھی بات ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ تم کسی کو بتاؤ گے نہیں۔''

''ٹھیک ہے، نہیں بتائیں گے۔''

''تو پھر سنو! میں نے اپنی دکان پر تولنے کے جو باٹ رکھے ہوئے ہیں، وہ اصلی
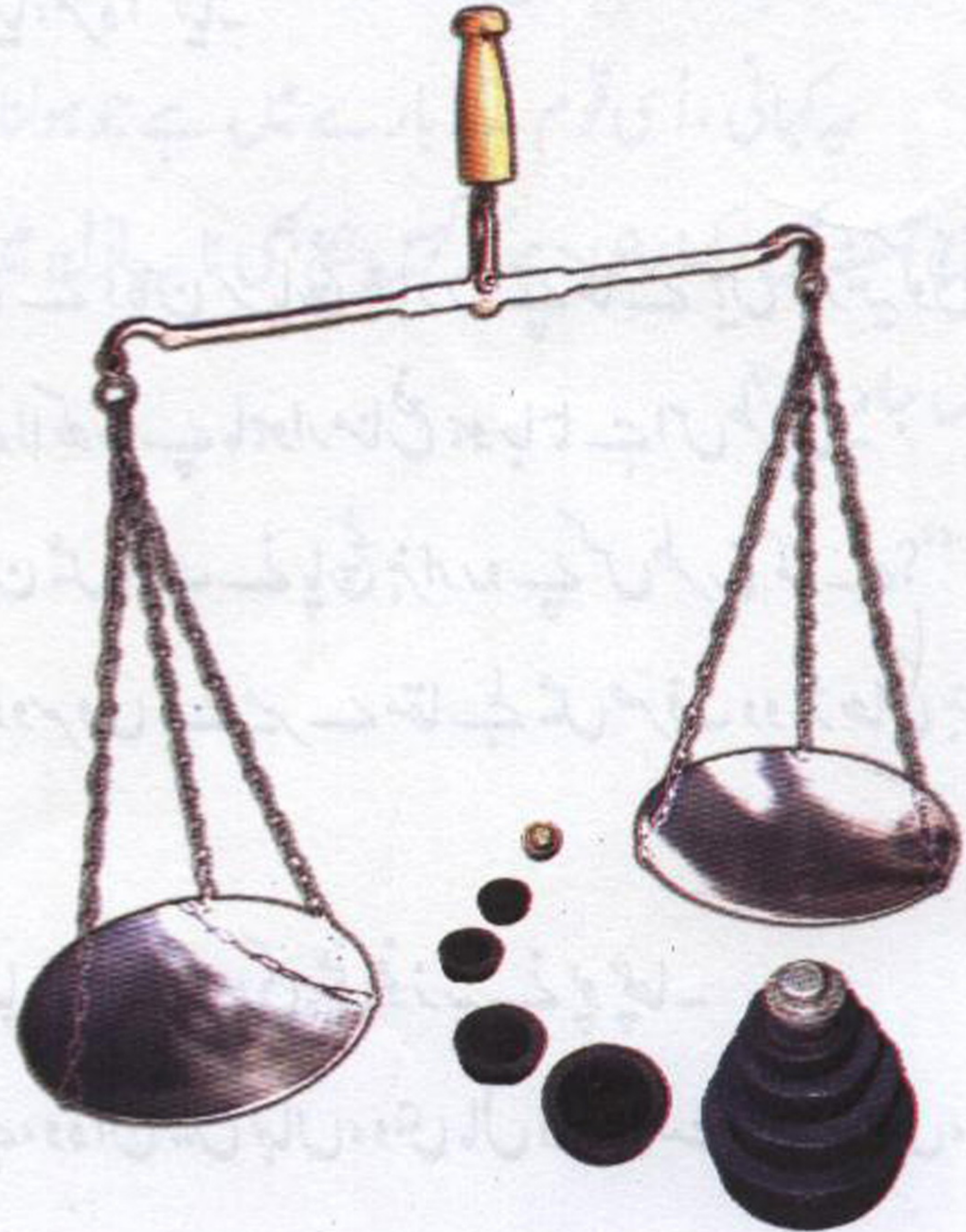
نہیں ہیں، نقلی ہیں، ان کے وزن پورے نہیں ہیں، یعنی ایک کلو والا آٹھ سو گرام کے قریب ہے، یعنی ہزار گرام کے بجائے آٹھ سو گرام۔ اسی طرح دوسرے باٹ بھی کم وزن والے ہیں، خریداروں کو پتا بھی نہیں چلتا اور میں شام کو دوسروں سے زیادہ کما لیتا ہوں۔''

''اوہ! اوہ!'' ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا، چہروں پر رنج وغم کے سائے نظر آنے لگے اور حیرت وافسوس سے منہ لٹک گئے۔

''کیا ہوا بھئی! تم لوگ تو پریشان ہو گئے؟''

''جی......جی ہاں! ہمارے خیال میں تو یہ کوئی اچھی بات نہیں، کیا اس طرح ہماری روزی حلال کی روزی رہ جائے گی؟'' ان کے بڑے بیٹے عرفان احمد نے کہا۔

''بھئی تم ابھی بچے ہو۔ ان باتوں کو نہیں سمجھو گے، جاؤ...... جا کر آرام کرو۔''

وہ مایوس سے ہو کر دوسرے کمرے میں چلے آئے اور کافی دیر کُھسر پُھسر کرتے رہے۔ ان کی بات چیت کا مرکز یہ تھا کہ وہ اپنے والد کو کیسے سمجھائیں۔ وہ تو کوئی بات سننے کے لیے تیار ہی نہیں تھے، آخر کافی دیر کی سوچ بچار کے بعد فرحان کو ایک زوردار خیال سوجھا اس نے کہا:

''وہ مارا......ترکیب ذہن میں آگئی۔''

''وہ کیا؟'' سب ایک ساتھ بولے۔

فرحان احمد ان کے کان میں ترکیب بتانے لگا۔ ترکیب سن کر ان کے چہرے خوشی سے کِھل اٹھے۔ دوسرے دن رات کے وقت وہ سب اپنے والد کے گرد جمع ہو گئے۔

''کیا بات ہے؟ کل والی بات کے سلسلے میں آئے ہو تو میں کچھ سننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔''

''ہم تو آپ کو صرف ایک چیز سنانے آئے ہیں۔'' فوزیہ نے پُرسکون آواز میں کہا۔

''ایک چیز...... کیا مطلب؟''

''یہ دیکھیے، ہمارے پاس ایک کیسٹ ہے۔ اس کیسٹ میں اللہ کے ایک نبی کا ذکر ہے، سیدنا شعیب علیہ السلام کا۔ یہ تذکرہ بہت ہی خوب صورت انداز میں ریکارڈ کیا گیا ہے۔ آپ سن کر ضرور لطف اندوز ہوں گے۔''

''بھئی واہ! یہ ہوئی نا بات، میں ضرور یہ کیسٹ سنوں گا، چلو لگاؤ۔''

اور پھر کیسٹ کی آواز کمرے میں گونجنے لگی:

''سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم مدین میں آباد تھی۔ مدین، ملکِ شام کا ایک شہر ہے۔ یہ شہرِ سدوم کے قریب واقع تھا، یعنی یہ لوگ سیدنا لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کے پڑوسی تھے۔ سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کے بارے میں تو آپ کو معلوم ہی ہوگا، اللہ کا عذاب ان پر نازل ہوا تھا اور انھیں ملیا میٹ کر دیا گیا تھا۔

مدین والے بُرے لوگ تھے۔ انھوں نے بُرا راستہ اپنا لیا تھا۔ ان لوگوں میں بھی دو طرح کے لوگ تھے۔ ایک وہ جو بہت بڑے سردار تھے، مال دار تھے۔ دوسرے کمزور اور غریب لوگ تھے، یہ بڑے لوگوں کے ظلم کا نشانہ بنتے تھے۔ یہ لوگ بھی شرک میں مبتلا تھے لیکن ان کا شرک عجیب تھا، انھوں نے ایک درخت کو معبود بنا رکھا تھا، اس کی عبادت کرتے تھے۔ اس درخت کا نام اَیکَہ تھا۔ ایکہ کا مطلب ہے واحد، یعنی ایک۔ اسی بنیاد پر

مدین والوں کو اصحابِ ایکہ کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

'ایکہ بستی کے رہنے والے بھی بڑے ظالم تھے۔'

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'ایکہ والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔'

اللہ تعالیٰ نے تو مخلوق کو اس لیے پیدا فرمایا ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

'میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا فرمایا کہ وہ میری عبادت کریں۔'

مطلب یہ کہ جو ایمان لے آیا اور اللہ سے ڈرا، وہ کامیاب ہوا اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے ایسی جنت میں داخل کریں گے، جس کی چوڑائی زمین اور آسمان کی طرح ہوگی اور جس نے منہ پھیرا، ایمان نہ لایا اور کفر کیا، اسے دنیا میں بھی سزا ملے گی اور روزِ قیامت بھی اسے جہنم میں ڈالا جائے گا، جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے، اس جہنم پر وحشت ناک فرشتے مقرر ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق پر یہ خاص عنایت ہے کہ اس وقت تک عذاب نہیں دیتا جب تک کہ ان کی طرف کوئی رسول نہ بھیج دے، اور رسول انھیں ایک اللہ کی عبادت کی طرف نہ بلائے۔ رسول انھیں حق کا راستہ بتاتا ہے، گمراہی اور ہلاکت کے راستے سے ڈراتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مدین والوں میں سے ایک بندے کو منتخب کیا۔ وہ ان میں سچائی، امانت اور اچھے اخلاق کی وجہ سے جانے پہچانے تھے۔ ان خوبیوں کے ساتھ ان کی زبان میں روانی بہت تھی، اللہ تعالیٰ نے انھیں عقلِ سلیم سے بھی نوازا تھا، ان کا نام سیدنا شعیب علیہ السلام تھا۔

سیدنا شعیب علیہ السلام کی زبان میں چونکہ روانی بہت تھی، اس لیے انھیں خطیب الانبیاء بھی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا شعیب علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ وہ اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دیں۔ ایکہ کی عبادت سے روکیں۔ انھیں ناپ تول میں کمی کرنے سے اور دوسرے بُرے کاموں سے منع کریں۔

یہ حکم پا کر سیدنا شعیب علیہ السلام نے اپنی دعوت کا آغاز کیا، انھوں نے لوگوں سے فرمایا:

’میں تمھاری
طرف امانت دار
رسول ہوں۔ اللہ کا
خوف کھاؤ اور میری فرماں
برداری کرو۔ میں اس پر تم
سے کوئی اجرت نہیں چاہتا، میرا
اجر تمام جہانوں کے پالنے والے
کے پاس ہے۔ تم ماپ پورا بھر کر دو، اور
دوسروں کو خسارہ دینے والے نہ بنو۔ اور تم
بالکل سیدھی ترازو سے تولو، اور تم لوگوں کو ان
کی اشیا کم نہ دو، اور تم زمین میں فساد کرتے
ہوئے نہ پھرو۔‘

آپ نے انھیں ماپ تول میں کمی سے روکا، زمین میں فساد کرنے سے منع کیا۔ ظلم، ڈاکا زنی اور لوگوں کے مال کو ناجائز طریقے سے حاصل کرنے سے روکا۔ آپ انھیں پیار اور محبت سے ان گناہوں سے بچنے کی دعوت دیتے رہے۔

لیکن یہ لوگ صرف کافر ہی نہیں تھے، بتوں ہی کو نہیں پوجتے تھے، بلکہ ان میں اور بھی بہت سی بُرائیاں تھیں۔ ایک بڑی بُرائی ان میں یہ تھی کہ انھوں نے

خریدنے کے باٹ اور بنا رکھے تھے، اور فروخت کے اور۔ یا پھر خریدتے وقت پچھلے پلڑے کے نیچے زائد وزن چپکا دیتے تھے اور فروخت کرتے وقت اگلے پلڑے کے نیچے وزن لگا دیتے تھے۔ اس طرح جب چیز خریدتے تو اصل وزن سے زیادہ وصول کرتے اور جب فروخت کرتے، تو اصل وزن سے کم دیتے تھے۔ کم تولنا بھی چوری کی ایک قسم ہے، اس طرح وہ خود غرض ہو کر رہ گئے تھے۔ لالچ نے انھیں اندھا کر دیا تھا۔ مال کی محبت نے انھیں کہیں کا نہیں چھوڑا تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اللہ کے منکر تھے۔ اللہ کا انکار خود غرضی سکھاتا ہے اور سخت دل بناتا ہے۔

آپ بار بار ان سے فرماتے:

'تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو اور زمین میں اس کی اصلاح ہو جانے کے بعد، فساد مت پھیلاؤ یہ تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم ایمان دار ہو۔'

آپ اُن سے یہ بھی فرماتے:

'اور تم سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والے کو دھمکیاں دو اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں کجی کی تلاش میں لگے رہو۔'

ان لوگوں کو جن سے مال نہیں ملتا تھا، یہ انھیں قتل کر دیتے تھے۔ سیدنا شعیب علیہ السلام نے انھیں اس بُرے کام سے بھی روکا۔ آپ نے انھیں اللہ کی نعمتیں یاد دلائیں تاکہ وہ ان پر ایمان لے آئیں، ایک اللہ کی عبادت کریں۔ آپ ان سے فرماتے:

سیدنا
شعیب
علیہ السلام

إني أراكم بخير وإني أخاف عليكم عذاب يوم محيط

'اس وقت کو یاد کرو، جب تم بہت کم تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تمھیں زیادہ کر دیا اور دیکھو کہ فساد کرنے والوں کا کیا انجام ہوتا ہے۔'

یعنی پہلی اُمتوں نے تمھاری طرح نافرمانیاں کیں، زمین میں فساد پھیلایا۔ اللہ نے انھیں بہت طاقت دی تھی، وہ تعداد میں بھی زیادہ تھے۔ اپنی طاقت اور زیادہ تعداد کی وجہ سے وہ غرور میں آگئے، پھر ان کا انجام کیسا ہولناک ہوا۔ میں تم سے بھی کہتا ہوں ناپ تول میں کمی نہ کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی عذابِ الٰہی کا کوڑا برس پڑے اور سابقہ قوموں کی طرح تم بھی نیست و نابود ہو جاؤ۔ آپ نے انھیں مخاطب کر کے فرمایا:

'میں تمھیں آسودہ حال دیکھ رہا ہوں اور مجھے تم پر گھیرنے والے دن کے عذاب کا خوف (بھی) ہے۔'

لیکن افسوس! ان کے دلوں پر شیطان نے قبضہ جما رکھا تھا۔ جھوٹ نے انھیں اندھا کر دیا تھا۔ سیدنا شعیب علیہ السلام کی ان محبت بھری نصیحتوں کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا، وہ

ذرا بھی خوف زدہ نہ ہوئے۔ انھوں نے آپ کی دعوت کو ماننے سے صاف انکار کر دیا اور جواب میں کہا:

’اے شعیب! کیا تیری نماز تجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ دادا کے معبودوں کو چھوڑ دیں اور ہم اپنے مالوں میں جو کچھ چاہیں اس کا کرنا بھی چھوڑ دیں۔‘

پھر وہ مذاق سے کہتے:

’تُو تو بڑا ہی باوقار اور نیک چلن آدمی ہے۔‘

آپ ان کی ہر بات برداشت کرتے رہے۔ ان کی باتیں آپ کو تبلیغ سے نہ روک سکیں۔ آپ نے اپنی دعوت جاری رکھی۔ ان کا مذاق برداشت کرتے رہے، پہلی قوموں

کے انجام سے سبق سیکھنے کی تلقین انھیں کرتے رہے۔ خاص طور پر آپ سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم کا ان کے سامنے ذکر کرتے۔ سیدنا لوط علیہ السلام کا زمانہ آپ سے کچھ ہی پہلے کا تھا۔ آپ فرماتے:

'اے میری قوم! میرے خلاف ضد تمہارے لیے اس بات کا باعث نہ ہو جائے کہ تمہیں بھی ویسا ہی معاملہ پیش آ جائے جیسا قومِ نوح، قومِ ھود یا قومِ صالح کو پیش آ چکا ہے اور قومِ لوط تو تم سے کچھ دور نہیں۔'

مدین والوں پر ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہوا، وہ اپنی نافرمانی پر اَڑے رہے اور کہنے لگے:

'اے شعیب! تیری اکثر باتیں تو ہماری سمجھ ہی میں نہیں آتیں اور ہم تو

تجھے اپنے اندر بہت کمزور پاتے ہیں، اگر تیرے قبیلے کا خیال نہ ہوتا تو
ہم تجھے سنگ سار کر دیتے اور ہم پر تمہارا دباؤ تو ہے ہی نہیں۔'

ان کی اس بات کے جواب میں سیدنا شعیب علیہ السلام نے فرمایا:

'کیا تمہارے نزدیک میرے قبیلے کے لوگ اللہ سے بھی زیادہ عزت
والے ہیں کہ تم نے اسے پسِ پشت ڈال دیا ہے، یقیناً میرا رب جو کچھ تم
کر رہے ہو سب کو گھیرے ہوئے ہے۔'

پھر جب آپ اپنی قوم کی ہدایت سے نا امید ہو گئے اور آپ نے محسوس کر لیا کہ وہ کفر سے باز آنے والے نہیں، ان کے دلوں پر شیطان کا قبضہ ہو چکا ہے، وہ حق کو تسلیم نہیں کریں گے، ہدایت نہیں پکڑیں گے، تب آپ نے ان سے فرمایا:

'اے میری قوم! اب تم اپنی جگہ کام کیے جاؤ، میں بھی عمل کر رہا ہوں
تمہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ کس کے پاس وہ عذاب آتا ہے جو
اسے رسوا کر دے اور کون ہے جو جھوٹا ہے۔ تم انتظار کرو، میں بھی
تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔'

مطلب یہ کہ تم نے ہمیشہ حق کو ٹھکرایا، ہدایت والے راستے کا انکار کیا۔ اب جس چیز پر تم ہو، ڈٹے رہو، جو چاہو کرو، جلد ہی تمہیں پتا چل جائے گا کہ دردناک عذاب کس کو گھیرتا ہے اور ہم میں سے کون جھوٹا ہے، تم یا میں۔ اب تم اللہ کے عذاب کا انتظار کرو میں بھی انتظار کرتا ہوں، یہاں تک کہ میں دیکھ لوں، تم پر کون سا عذاب نازل ہوتا ہے۔

سیدنا شعیب علیہ السلام پر ان کی قوم کے بہت کم لوگ ایمان لائے تھے۔ آپ نے انھیں

اور ایمان نہ لانے والوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

’اگر تم میں سے ایک گروہ اس (تعلیم) پر ایمان لے آیا ہے جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں اور دوسرا گروہ ایمان نہیں لایا تو صبر کرو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ کر دے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔‘

وإن كان طائفة منكم امنوا بالذي
ارسلت به وطائفة لم يؤمنوا فاصبروا حتى
يحكم الله بيننا وهو خير الحكمين

آپ کی اس دعوت کی وجہ سے وہ غصے میں آ گئے۔ آپ کو اور آپ پر ایمان لانے والوں کو بُری نظروں سے دیکھنے لگے۔ انھوں نے دیکھا کہ شعیب علیہ السلام اپنی تبلیغ سے باز نہیں آتے تو انھوں نے خطرہ محسوس کیا کہ کہیں ان کے اچھے اخلاق اور پُر اثر آواز سے ان کی تعداد بڑھ نہ جائے، تب وہ ایک جگہ جمع ہوئے اور اس بات پر اتفاق کیا کہ شعیب علیہ السلام کو اور جو لوگ ان پر ایمان لے آئے ہیں، انھیں شہر سے نکال دیا جائے یا پھر وہ اپنا دین چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرنے لگیں۔

ان کی قوم کے متکبر سردار کہنے لگے:

'اے شعیب! ہم آپ کو اور جو آپ کے ہمراہ ایمان والے ہیں ان کو اپنی بستی سے نکال دیں گے یا یہ کہ تم ہمارے دین میں واپس آ جاؤ۔'

ان کی بات کا جو جواب سیدنا شعیب علیہ السلام نے دیا وہ قرآنِ مجید میں اس طرح آتا ہے:

'ہم نے (گویا) اللہ پر جھوٹ باندھا اگر ہم تمہارے دین میں لوٹ آئیں، جبکہ اللہ ہمیں اس سے نجات دے چکا ہے اور ہمارے لائق نہیں کہ ہم اس میں لوٹ آئیں مگر یہ کہ اللہ چاہے جو ہمارا رب ہے۔ ہمارے رب نے ہر چیز کو (اپنے) علم سے گھیر رکھا ہے، ہم نے اللہ ہی پر بھروسا کیا۔ (اور ہم دعا کرتے ہیں) اے ہمارے رب! تو ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر، اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔'

آپ نے قوم کے مطالبے کو سختی سے ٹھکرا دیا۔ بے شک حق کو چھوڑ کر باطل راہ کو اپنایا نہیں جاسکتا۔ ایمان کے نور کو چھوڑ کر کفر کے اندھیرے قبول نہیں کیے جاسکتے، پھر

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۙ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۬ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

’اے ہمارے پروردگار! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے موافق فیصلہ کردے اور تُو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔‘

شعیب علیہ السلام کی قوم نے اس بد دعا کی بھی پروا نہ کی، اُلٹا آپ پر ایمان لانے والوں سے کہنے لگے:

’اگر تم شعیب (علیہ السلام) کی راہ پر چلو گے تو بے شک بڑا نقصان اٹھاؤ گے۔‘

اور انھوں نے سیدنا شعیب علیہ السلام سے کہا:

’اگر تو سچے لوگوں میں سے ہے تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے۔‘

آخر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی دعا کو قبول فرمایا اور مدین والوں پر اپنا عذاب نازل فرمایا۔ ان کے کفر، تکبر، سرکشی، دشمنی اور گمراہی کے سبب ان پر عذاب مسلط کر دیا۔ انھیں ایک زبردست زلزلے نے آپکڑا۔ زمین نے ایسی حرکت کی کہ اس سے ان کی روحیں نکل گئیں۔ ان کی لاشیں گھٹنوں کے بل تھیں، نہ ان میں حرکت تھی نہ روح۔

اللہ تعالیٰ ان کے متعلق فرماتا ہے:

’پس ان کو زلزلے نے آپکڑا، سو وہ اپنے گھروں میں اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے۔ جنھوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا، ان کی یہ حالت ہو گئی جیسے ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے، جنھوں نے شعیب کو جھٹلایا تھا، وہی خسارے میں پڑ گئے۔‘

ان پر صرف زلزلے ہی کا عذاب نہیں آیا، بلکہ اللہ نے ان پر کئی قسم کے عذاب

ہولناک عذاب

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا
فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا
كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا ۚ اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَانُوْا
هُمُ الْخٰسِرِیْنَ ۝

نازل فرمائے، بے شمار مصیبتیں ان پر ٹوٹ پڑیں، جس طرح وہ مختلف گناہوں میں مبتلا تھے اسی طرح ان پر عذاب بھی مختلف قسم کے آئے۔

ان پر ایک عذاب چیخ کا آیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

'جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا، ہم نے شعیب کو اور ان کے ساتھ (تمام) مومنوں کو اپنی خاص رحمت سے نجات بخشی اور ظالموں کو سخت چنگھاڑ نے آپکڑا جس سے وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ گویا کہ وہ ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے، آگاہ رہو مدین والوں کے لیے بھی ویسی ہی پھٹکار ہے جیسی پھٹکار ثمود پر پڑی۔'

زلزلے اور چیخ کے علاوہ ایک عذاب سائبان کا بھی آیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

'چونکہ انھوں نے اسے جھٹلایا تو انھیں سائبان والے دن کے عذاب نے پکڑ لیا۔ وہ بڑے بھاری دن کا عذاب تھا۔'

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان پر یَوْمُ الظُّلَّہ کا عذاب نازل کیا، یعنی سائبان والے دن کا عذاب! یہ اس طرح نازل ہوا کہ پہلے انھیں سخت گرمی محسوس ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلسل سات دن تک ان پر گرمی اور دھوپ مسلط کیے رکھی۔ وہ ایسی گرمی اور دھوپ تھی کہ اس میں نہ تو پانی نے انھیں فائدہ دیا، نہ سائے نے کچھ آرام پہنچایا، سخت گرمی سے بچنے کے لیے وہ اپنے شہر سے نکل کر جنگل کی طرف بھاگ گئے۔

ایسے میں ان کے اوپر ایک بہت بڑا بادل آیا۔ اس کو دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے اس کے نیچے جمع ہو گئے تا کہ سخت گرمی سے محفوظ رہ سکیں، جب سب کے سب بادل کے

نیچے جمع ہو گئے تو وہ بادل دیکھتے ہی دیکھتے شعلوں اور انگاروں کی شکل اختیار کر گیا، پھر وہ ان پر برس پڑا۔ ساتھ ہی زمین نے بھی حرکت کی، بہت زبردست زلزلہ بپا ہوا۔ پھر آسمان سے ایک زوردار چیخ نکلی اور روحیں جسموں سے نکل گئیں۔ وہ اوندھے کے اوندھے پڑے رہ گئے۔ ایسے ہو گئے جیسے کبھی اپنے گھروں میں آباد ہی نہیں تھے۔ جو لوگ سیدنا شعیب علیہ السلام پر ایمان لائے تھے، اللہ تعالیٰ نے انھیں بچا لیا۔ پھر سیدنا شعیب علیہ السلام اپنے ماننے والوں کو ساتھ لیے اس شہر سے نکل گئے۔ اس وقت وہ فرما رہے تھے:

”اے میری قوم! میں نے تم کو اپنے پروردگار کے احکام پہنچا دیے تھے اور میں نے تمہاری خیر خواہی کی، پھر میں ان کافر لوگوں پر کیوں رنج کروں۔“

کیسٹ کے ختم ہوتے ہی خالد احمد فردوسی کا سر مارے شرم کے جھک گیا۔ پھر انھوں نے محبت بھری نگاہوں سے اپنے بچوں کی طرف دیکھا اور بولے: ''میرے بچو آپ کا بہت بہت شکریہ، آپ نے میری آنکھیں کھول دیں، لالچ اور حرص نے میری آنکھوں پہ پٹی باندھ دی تھی۔ میں آج سے عزم کرتا ہوں کہ کبھی ماپ تول میں کمی نہیں کروں گا۔''

بچے خوشی سے اپنے باپ سے لپٹ گئے، ان کی محنت رنگ لائی تھی۔ ایک انسان راہِ راست پر آ گیا تھا۔

ہولناک عذاب

خودغرضی، ایک بھیڑیے کی مانند ہوتی ہے
جو خلوصِ نیت، ضمیر اور کردار کو کھا جاتی ہے
قوموں کی خودغرضی اُسے لالچ، حرص اور فساد کی
اُس راہ پر لے جاتی ہے
جس کا آخری قدم اُنھیں **''ہولناک عذاب''**
سے دوچار کر دیتا ہے
''ہولناک عذاب'' ایسی ہی ایک قوم کی کہانی ہے
اللہ تعالیٰ کی ذات کے منکر!
سر سے لے کر پاؤں تک بددیانتی کے پیکر!
ایسی قوم، معمولی نہیں، **ہولناک عذاب** ہی کی حق دار تھی
زلزلے کا عذاب، چیخ کا عذاب
سائبان کا عذاب
جو اُن کے جسموں کو خاک میں ملا گیا
سرکشی، بددیانتی اور گمراہی نے اُنھیں برباد کر کے رکھ دیا
''ہولناک عذاب'' سرکش اور بددیانت قوم کی کہانی!
پڑھیے اور اللہ کی پکڑ سے ڈریے